تشکیل''۔ اس میں فکر کے منہاج' استخراج' استقرا' وجدان و سریت' علمِ وحی' اللہ کی موجودگی کا اثبات جیسے عنوانات سے طویل بحثیں ہیں' جہاں کہیں کہیں تضادات بھی محسوس ہوتے ہیں' مثلاً شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی علمی تحقیق سے ''وحدۃ الوجود'' کی پوری عمارت منہدم ہوجاتی ہے (ص ۱۷۹)۔ لیکن وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صوفیا کے خاندان سے وابستگی کی بنا پر وہ اس نظریے کا کلیتاً رد نہ کر سکے۔ (ص ۲۲۵)

''فلسفۂ توحید اور وحدۃ الوجود کا تحقیقی مطالعہ'' یہ عنوان ہے اس مجلّے کے چوتھے شمارے کا۔ پہلے طویل باب میں فلسفۂ وحدۃ الوجود کی مختصر تشریح کے بعد فاضل مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ مسلمانوں کے اکثر مکاتبِ فکر میں توحید کے بنیادی عقیدے کا ماخذ ''حقیقتِ محمدیہ'' ہے' جو وحدۃ الوجود کی بنیادی اینٹ ہے (ص ۲)۔ مجدد اور ابن عربی کا اختلاف محض ''نزاعِ لفظی'' ہے (ص ۳۷)۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی' امداد اللہ مہاجر مکی' عبدالحی لکھنوی' علامہ سعید احمد کاظمی' ڈاکٹر طاہرالقادری' اشرف علی تھانوی' میر ولی الدین' ثنا اللہ امرتسری' وحیدالزماں خان' صدیق حسن خاں' محدث عبداللہ روپڑی' شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی' سید سلیمان ندوی' حفظ الرحمٰن سیوہاروی' ڈاکٹر برنئیر' ڈاکٹر تاراچند' عبدالحمید سواتی' حسرت موہانی' علی عباس جلالپوری' خواجہ غلام فرید' فریدالدین گنج شکر' شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی' سلطان باہو' مرزا غلام احمد قادیانی اور یونس خان کے خیالات دربارۂ وحدت الوجود (اسی ترتیب سے) کسی کو جاننے کا شوق ہو تو محترم ظفر اقبال خاں نے بڑی محنت سے اس کے لیے آسانی پیدا کر دی ہے۔

اگرچہ اسلامائزیشن کے ان چار شماروں میں اکثر مقامات پر مباحث کی تکرار نظر آتی ہے' لوازمے اپنی مقدار کی فراوانی کے باوصف' بعض دفعہ محسوس ہوتا ہے کہ ترتیب کے ساتھ پیش نہیں کیے گئے' زبان کی طرف بھی بعض جگہ احتیاط کی جاتی تو اچھا تھا کہ سلف سے اختلاف کے باوجود ان کا ادب بہرحال مستحسن ہے' تاہم اُردو زبان میں وحدت الوجود کے مسئلے پر اس فراوانی کے ساتھ گفتگو یقیناً ظفر اقبال خاں اور محمد طارق نعیم اسدی کا منفرد کارنامہ ہے اور اس عرق ریزی کے لیے وہ یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (پروفیسر عبدالقدیر سلیم)